رگ رگ میں خون موج سلف دوڑنے لگی
مٹنے لگا ہے تفرقہ ہست و بود آج

قبرص میں ہے حسین تو فیصل عراق میں
نابود ہے حجاز میں ان کا وجود آج

اک رہ گیا ہے علی تو اسے دیکھ دیکھ کر
یاد آ رہی ہے مجھ کو حدیث ثمود آج

جدہ سے راہگوارے فلسطین ہی تو ہو
جو بن رہا ہے جائے پناہ یہود آج

اسلام کے ہبوط کل تک تھے خوش حریف
جلتے ہیں دیکھ دیکھ کر اس کا صعود آج

**نجد وحجاز ایک** مکہ مدینہ اور جدہ پر قبضہ ہونے کے بعد شاہ عبدالعزیز نے نجد و حجاز کو ایک ساتھ مدغم کر دیا اور اس کا نام ''المملکۃ السعودیۃ العربیۃ'' رکھا اور اس کے ساتھ اپنی بادشاہت کا بھی اعلان کر دیا۔

**اخلاق و عادات** اخلاق و عادات کے اعتبار سے شاہ ابن سعود بہت اعلیٰ وارفع تھے، وہ انصاف کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے اور وہ اسے زندگی کا مقصد سمجھتے تھے، ان میں خوفِ خدا حد درجہ تھا۔ شاہ عبدالعزیز بین الاقوامی سیاست میں بہت ماہر تھے اور بین الاقوامی چالوں سے پوری طرح باخبر تھے۔ شاہ ابن سعود میں یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کو معاف کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔ وہ اپنے دل میں کسی شخص کے بارے میں کینہ اور بغض نہیں رکھتے تھے ان کا اللہ تعالیٰ پر غیر متزلزل ایمان تھا، اس لئے قرآن مجید کے احکام پر خوش دلی سے عمل کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ''دشمن کو معاف کرنا اس کے دل کی تسخیر ہے'' اس لئے ہمیشہ وہ درگزر سے کام لیتے تھے۔

شاہ ابن سعود اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امن وامان کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ وہ لوگوں کے جان ومال کے تحفظ اور ان کے مسائل کا خاص خیال رکھتے تھے اور امن میں خلل ڈالنے والوں سے سختی سے نبٹتے تھے۔ انہوں نے امن وامان کو ہمیشہ مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔

**وفات** شاہ ابن سعود نے ۷۳ برس کی عمر میں ۹ نومبر ۱۹۵۳ء کو طائف میں انتقال کیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ مسجد الحویہ طائف میں ادا کی گئی، بعد ازاں ان کی نعش بذریعہ طیارہ ریاض لائی گئی اور ریاض کے عام قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی۔

سنت مصطفیٰ ﷺ سے شدید محبت رکھنے والے

# شہزادہ نائف بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

تحریر
عبدالمالک مجاہد
ڈائریکٹر دارالسلام ۔ الریاض

سعودی عرب کے ولی عہد، نائب وزیراعظم اور وزیر داخلہ شہزادہ نائف بن عبدالعزیز کی وفات نے لاکھوں لوگوں کو سوگوار کر دیا۔ میں 16 جون 2012ء ہفتہ کے روز مکہ مکرمہ میں ہی تھا۔ ظہر کی نماز سے پہلے عمرہ سے فارغ ہوا، نماز ظہر ادا کی تو میرا رخ امام کعبہ فضیلۃ الشیخ عبدالرحمان السدیس حفظہ اللہ کے دفتر کی طرف تھا، جہاں ان سے ملاقات طے تھی۔ میں ابھی صدر دفتر کے دروازے پر تھا کہ عزیزی عبدالغفار مجاہد کا فون آیا: ابو جی! بہت ہی افسوسناک خبر ہے: ولی عہد مملکت شہزادہ نائف بن عبدالعزیز انتقال کر گئے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون.

شیخ عبدالرحمان السدیس کو یہ افسوسناک خبر پہلے ہی مل چکی تھی۔ وہ یہ اندوہناک خبر سنتے ہی دفتر سے اُٹھ کر جا چکے تھے۔ ان کے دفتر پر سوگ کا عالم طاری تھا۔ وہاں موجود ہر فرد کی زبان پر شہزادہ نائف کے محاسن اور کارناموں کا تذکرہ تھا۔ دفتر میں موجود افراد شہزادہ نائف بن عبدالعزیز کے ان اقدامات کی تعریف کر رہے تھے جو انہوں نے سعودی عرب کو فلاحی ریاست بنانے، مثالی امن وامان قائم کرنے، دہشت گردی کو جڑ سے اُکھاڑ کر تشدد کے خاتمے اور عوام کی فلاح و بہبود کیلئے اُٹھائے تھے۔

شہزادہ نائف بن عبدالعزیز طویل عرصے تک سعودی عرب کے وزیر داخلہ کے اہم عہدے پر فائز رہے۔ گزشتہ 30 برسوں سے حج کمیٹی کے سربراہ بھی تھے۔ ان کے علاوہ بھی وہ متعدد اہم عہدوں اور ذمہ داریوں پر فائز رہے۔ مرحوم شہزادہ نائف کی زندگی پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بے شمار ذمہ داریاں نبھائیں، اپنی قوم اور عالمِ اسلام کی بے پناہ خدمت کرتے ہوئے ایک نہایت بھرپور زندگی گزاری ہے۔ وہ بلاشبہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ 1934ء میں طائف میں پیدا ہونے والے نائف بن عبدالعزیز نے زندگی کی 78 بہاریں دیکھیں۔ انہوں نے سعودی عرب کے عوام کی ترقی کیلئے انتھک جدوجہد اور محنت کی۔ بدوؤں کو آپس میں جوڑنا، ان کے اختلافات ختم کرانا، باہم متحارب قبائل کو آپس میں شیر و شکر کرنا، یہ کام آسان نہیں تھے، مگر انہوں نے اپنے والد شاہ عبدالعزیز سے بہت کچھ سیکھا اور انہی کی سیاست اپناتے ہوئے زبردست کامیابیاں

حاصل کیں۔ مرحوم شہزادہ نائف نے اپنی بہترین صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے حوصلے، دانش مندی اور زبردست حکمتِ عملی کی بدولت مملکتِ سعودی عرب کو امن کا گہوارہ بنا دیا۔ جس خوبصورتی اور دانش مندی سے انہوں نے مملکت میں امن وامان قائم کیا اور امن تباہ کرنے والے مفسدین کو جس عمدہ طریقے سے کنٹرول کیا، وہ انہی کا حصہ تھا۔

میں حرمِ کعبہ میں اس عظیم شخصیت کے جنازے کو دیکھ رہا تھا جسے ان کے بیٹوں نے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اور آہستہ آہستہ محبِ سنت کا جنازہ آخری آرام گاہ کی جانب لے جا رہے تھے۔ ایک ایسے شخص کا جنازہ جو سلفی اقدار کا پاسدار تھا۔ شہزادہ نائف کے بے شمار کارنامے ہیں جن پر یقیناً علماء، صلحاء، اخبار نویس اور کالم نگار لکھتے رہیں گے مگر میرے نزدیک ان کی زندگی کا ایک روشن پہلو اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کے ساتھ شدید محبت اور لگاؤ تھا۔ انہوں نے ایک مدت پہلے ''شہزادہ نائف سنت ایوارڈ'' کا اعلان کیا تھا۔ راقم الحروف کی مرحوم شہزادہ نائف بن عبدالعزیز سے جناب پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کے ساتھ متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔ چار سال قبل رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ میں ان کی رفاقت میں ہونے والی وہ ملاقات بڑی تاریخی اور یادگار تھی جو کم وبیش 90 منٹ جاری رہی تھی۔ میں ان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا ان کی گفتگو کو قلم بند کر رہا تھا۔ اس ملاقات میں سب سے زیادہ گفتگو مرحوم شہزادہ نائف بن عبدالعزیز نے ہی کی۔ انہوں نے بہت واضح الفاظ میں کہا:

''ہمارا ملک اور ہماری قوم سلفی منہج کی سختی سے پابند ہے اور رہے گی۔ ہمیں دنیا بھر کے سلفی حضرات اور سلفی اداروں سے دلی محبت ہے۔'' دورانِ ملاقات میں سوچ رہا تھا کہ غالباً دنیا کا سب سے قوی وزیرِ داخلہ جو گفتگو کر رہا ہے وہ کسی عالمِ دین کی گفتگو سے کم نہیں۔ ہوسکتا ہے یہاں قارئین کی اکثریت کیلئے یہ ایک انکشاف ہو کہ مرحوم کا مطالعہ نہایت وسیع تھا۔ وہ دنیا بھر کی سیاسی، سماجی اور مذہبی تنظیموں کے بارے میں مکمل آگاہی رکھتے تھے۔ اس روز بڑی تفصیل سے انہوں نے سعودی عرب اور اس کے اردگرد ممالک میں مختلف تحریکوں کا بڑا بہترین تجزیہ کیا۔ ان کی گفتگو کا محور سلفی دعوت تھی۔ وہ اس دعوت کے محاسن بیان کرتے رہے۔ ان کے نزدیک اس اُمت کی فلاح اور کامیابی کا راز اللہ کے رسول ﷺ کے اسوہ کو اپنانے میں ہے۔ وہ پاکستان کے زبردست خیر خواہ اور مخلص دوست تھے۔ انہوں نے پاکستان میں جاری دہشت گردی پر نہایت دکھ اور افسوس کا اظہار کیا۔ وہ بار بار یہ تذکرہ کرتے رہے کہ سعودی عرب بھی دہشت گردی کا شکار ہوا ہے، تاہم پاکستان میں اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں نے بہت خطرناک جال پھیلایا ہوا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان، سعودی عرب کے تجربات سے فائدہ

اٹھا سکتا ہے۔ پاکستان دیکھے کہ ہم نے دہشت گردی کے عظیم فتنے کو کس طرح ختم کیا۔

شہزادہ نائف بن عبدالعزیز نے 1423ھ میں ''خدمتِ سنت ایوارڈ'' کا اعلان کیا اور اس موقع پر انہوں نے کہا: ''ہم یہ ایوارڈ کسی قسم کی شہرت کے حصول کیلئے جاری نہیں کر رہے بلکہ آخرت میں اپنے نامہ اعمال میں نیکیوں میں اضافے کی خواہش رکھتے ہوئے محض اللہ کی رضا کیلئے یہ کام کر رہے ہیں۔'' پھر ہم نے دیکھا کہ اس ایوارڈ کے تحت نوجوان نسل میں حفظِ حدیث کا غلغلہ برپا ہوتا ہے۔ بے شمار طلبہ وطالبات اور عام لوگوں نے احادیثِ رسول ﷺ کو حفظ کیا۔ مقابلے میں حصہ لیا اور اللہ ہی جانتا ہے کہ اس دوران کتنے ہزار لوگوں نے احادیث حفظ کیں۔ انہوں نے ایوارڈ کے صدر دفتر کے قیام کیلئے مدینۃ الرسولؐ کا انتخاب کیا۔

ایوارڈ کا اعلان ہوتے ہی دنیا بھر میں بہت سارے علمائے کرام اور ریسرچ سکالرز نے حدیثِ رسولؐ پر ایک نئے انداز میں کام شروع کیا۔ یہ حدیثِ نبوی کی خدمت کا ایک منفرد انداز تھا۔ مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے جب 1430ھ میں ریاض کے انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں ہمارے دوست حافظ ڈاکٹر عبدالقادر گوندل کو شہزادہ نائف بن عبدالعزیز کے ہاتھوں ''خدمتِ سنت ایوارڈ'' کا پہلا انعام پانچ لاکھ ریال، توصیفی سند اور سونے کا تمغہ ملا تھا۔ اس کے علاوہ دو اور انعامات بھی تھے جن میں سے ایک مصر کے عالمِ دین اور ایک سعودی سکالر کو ملا۔ میں خود بھی اس تقریب میں شریک تھا، تقریب میں مرحوم شہزادہ نائف نے جو تقریر کی وہ یقیناً ان کے دل میں موجود اسلام اور سنتِ رسول ﷺ سے سچی محبت کی غمازی کر رہی تھی۔ بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مرحوم شہزادہ نائف بن عبدالعزیز خادمِ قرآن وسنت تھے۔ انہیں اسلام، منہجِ سلف اور عقیدۂ توحید کے ساتھ بے حد محبت تھی اور وہ اس کا برملا اظہار بھی کیا کرتے تھے۔ ابھی چند ماہ پہلے کی بات ہے کہ انہوں نے امام محمد بن سعود اسلامیہ یونیورسٹی میں ''السلفیۃ'' کے موضوع پر ہونے والی کانفرنس کی صدارت کی تھی۔ میں دوسری صف میں قائدین جمعیت اہلِ حدیث کے ساتھ بیٹھا ان کا ایک ایک لفظ نوٹ کر رہا تھا۔ اس کانفرنس کی بدولت سلفی تحریکوں کو ایک نیا حوصلہ ملا اور ان کے کام میں مزید بہتری اور ترقی ہوئی۔

معزز قارئین! عصرِ حاضر میں بے شمار فتنے اور منحرف گروہ وجود میں آچکے ہیں۔ شہزادہ نائف نے اپنی عمدہ حکمتِ عملی سے ان گمراہ فرقوں اور منحرف جماعتوں کا قلع قمع کیا۔ انہوں نے اپنے قول اور فعل سے اسلامی اداروں کا مکمل دفاع کیا۔ ایک زمانے میں سعودی عرب کے ادارہ ''الامر بالمعروف والنهي عن المنكر'' پر بڑا مشکل وقت آیا۔ زیغ والحاد کے بعض علمبرداروں اور بزعمِ خود روشن خیال دانشوروں نے ادارے کی